روزنامہ
1913ء سے جاری شدہ
FR-10

الفضل

The ALFAZL Daily
ٹیلی فون نمبر 047-6213029
ایڈیٹر : عبدالسمیع خان
web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org
بدھ 20 مارچ 2013ء 7 جمادی الاول 1434 ہجری 20 امان 1392 ہش جلد 63-98 نمبر 65

اخلاق عالیہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت براءؓ بن عازب بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول کریمؐ کو فرماتے سنا کہ ’’تمہارے پاس اس رستہ سے یمن کا ایک بہترین شخص آئے گا اس کے چہرہ پر سرداری کے آثار ہیں‘‘۔ اس شخص نے آکر رسول اللہؐ کو سلام کیا اور ہجرت پر آپؐ کی بیعت کی۔ آپؐ نے اس سے تعارف پوچھا تو اس نے بتایا کہ وہ جریر بن عبداللہ البجلی ہیں۔ رسول اللہؐ نے (ان کی درخواست دعا پر جیسا کہ بخاری میں ہے) ان کے لئے دعا کرتے ہوئے برکت کے لئے ان کو اپنے پہلو میں بٹھا کر پہلے سر اور چہرے پر ہاتھ پھیرا۔ پھر سینے اور پیٹ پر ہاتھ پھیرا۔ (مجمع الزوائد جلد9 ص372)

بیہقی کی روایت میں خود جریرؓ اپنی آمد کا قصّہ بیان کر کے کہتے تھے کہ اس کے بعد جب بھی رسول اللہؐ کی نظر مجھ پر پڑتی آپؐ مسکرا پڑتے تھے۔ جریر یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے مجھے اپنی چادر بچھا کر اس پر بٹھایا تھا اور صحابہ سے فرمایا تھا کہ جب کسی قوم کا معزز شخص آئے تو اس کی عزت کیا کرو۔ (دلائل النبوة للبیهقی جلد5 ص347)

ایک ایسے دلچسپ مزاح کا ذکر جسے رسول اللہؐ کی مجلس میں ایک سال تک سنا کر صحابہ محظوظ ہوتے رہے۔ حضرت ام سلمہؓ بیان کرتی ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ رسول اللہؐ کی وفات سے ایک سال قبل تجارت کے لئے بصریٰ گئے۔ آپؐ کے ساتھ نُعیمانؓ اور سُویبطؓ بھی تھے۔ ان دونوں کو غزوۂ بدر میں شامل ہونے کی سعادت حاصل تھی۔ نعیمانؓ کی ڈیوٹی کھانے وغیرہ پر مقرر تھی۔ سویبطؓ بہت مزاحیہ طبیعت کے (ذہین) انسان تھے۔ دوران سفر انہوں نے نعیمانؓ سے کھانا طلب کیا تو وہ کہنے لگے کہ حضرت ابوبکر کام سے واپس آجائیں تو پھر دوں گا۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک قافلہ وہاں سے گزرا۔ سویبطؓ ان کو کہنے لگے کہ تم مجھ سے ایک غلام خریدو گے۔ انہوں نے کہا ضرور خریدیں گے۔ یہ کہنے لگے بس ایک خامی اس غلام میں ہے کہ وہ تمہیں یہی کہے گا کہ میں آزاد ہوں۔ غلام نہیں ہوں۔ اگر تم نے اس کی یہ بات سن کر مجھے واپس کر دینا ہو تو پھر میں اسے نہیں بیچتا۔ تم میرا غلام خراب کر کے مجھے نہ لوٹانا۔ انہوں نے ہر طرح سے تسلّی دلائی کہ وہ ضرور یہ غلام خریدیں گے اور دس اونٹوں کے عوض انہوں نے نعیمانؓ کا سودا کر دیا۔ جب قافلہ کے لوگ نُعیمانؓ کو لینے آئے اور اس کے گلے میں پٹکا ڈالا کہ چلو ہمارے ساتھ تو وہ کہنے لگے۔ یہ تم سے مذاق کر رہا ہے میں تو آزاد ہوں غلام نہیں ہوں۔

قافلہ والوں نے کہا یہ تو ہمیں پہلے سے پتہ تھا کہ تم یہ کہو گے چنانچہ وہ اسے پکڑ کر لے گئے۔ (اب سُویبطؓ نے آرام سے کھانا وغیرہ کھالیا)۔ حضرت ابوبکرؓ کام سے واپس تشریف لائے تو ان کو اس قصہ کا پتہ چلا، وہ اس قافلہ کے پیچھے گئے اور انہیں دس اونٹ واپس کر کے نعیمانؓ کو چھڑا کر لے آئے۔

سفر سے واپس نبی کریمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور رسول کریمؐ کو یہ قصہ سنایا تو رسول کریمؐ بہت محظوظ ہوئے اور آپؐ کے صحابہ ایک سال تک یہ واقعہ یاد کر کے ہنستے رہے۔ (ابن ماجه کتاب الادب باب المزاح)

مہربان طبیعت

سرولیم میور (Sir William Muir) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق لکھتا ہے کہ:

......اگر آپ کسی کو اپنی کامیابی پر خوش پاتے تو گرمجوشی سے اس سے مصافحہ کرتے اور گلے لگاتے اور محروموں اور تکلیف میں گھرے افراد سے بڑی نرمی سے ہمدردی کا اظہار کرتے۔ بچوں سے بہت شفقت سے پیش آتے اور راہ کھیلتے بچوں کو سلام کرنے میں کوئی عار محسوس نہ کرتے۔ وہ قحط کے ایام میں بھی دوسروں کو اپنے کھانے میں شریک کرتے اور ہر ایک کی آسانی کے لئے ہمیشہ کوشش کرتے رہتے۔ ایک نرم اور مہربان طبیعت آپ کے تمام خواص میں نمایاں نظر آتی تھی۔

(The Life of Mahomet by William Muir, Vol. IV, London: Smith, Elder and Co., 65 Cornhill, 1861, pp.305-307)

محترم چوہدری مبارک مصلح الدین احمد صاحب کو سپرد خاک کر دیا گیا

احباب جماعت کو یہ افسوسناک خبر سنائی جا چکی ہے کہ دیرینہ خادم سلسلہ اور نصف صدی سے زائد عرصہ پر محیط خدمات دینیہ بجالانے والے واقف زندگی اور وکیل التعلیم تحریک جدید محترم چوہدری مبارک مصلح الدین احمد صاحب مورخہ 16 مارچ 2013ء کو 79 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔

آپ کی نماز جنازہ مورخہ 19 مارچ 2013ء کو صبح ساڑھے نو بجے احاطہ دفاتر صدر انجمن احمدیہ میں محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی نے پڑھائی۔ بہشتی مقبرہ دارالفضل قطعہ بزرگان میں تدفین کے بعد صاحبزادہ صاحب موصوف نے ہی دعا کرائی۔ ربوہ اور دیگر شہروں سے اس موقع پر کثیر تعداد میں احباب نے شرکت کی۔

محترم چوہدری مبارک مصلح الدین احمد صاحب کے دادا اور والد رفقاء حضرت مسیح موعود میں سے تھے۔ آپ کے دادا کا شمار ابتدائی رفقاء میں ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعود نے 313 رفقاء کی جو فہرست ضمیمہ انجام آتھم میں تحریر فرمائی اس میں آپ کا نام تیسرے نمبر پر ’’میاں محمد الدین پٹواری بلانی تحصیل کھاریاں ضلع گجرات‘‘ درج ہے۔ حضرت مصلح موعود آپ کو حضرت منشی محمد الدین صاحب واصلباتی کے نام سے پکارتے اور اسی نام سے آپ کا ذکر احمدیہ لٹریچر میں موجود ہے۔

آپ کے دادا کی یہ بھی خوش قسمتی ہے کہ 313 درویشان قادیان میں آپ کو شمولیت کی توفیق ملی اور اس کی فہرست میں آپ کا نام نمبر ایک پر درج ہے۔ آپ کے دادا نے آپ کے والد حضرت صوفی غلام محمد صاحب بی ایس سی، بی ٹی کو بہت چھوٹی عمر میں 1902ء میں مدرسہ تعلیم الاسلام

باقی صفحہ 8 پر

حضرت مصلح موعود کے ارشادات کی روشنی میں

نماز کی شکل میں حکمت

حضرت مصلح موعودفرماتے ہیں:۔

بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ نماز میں جو قیام اور رکوع اور سجدہ اور قعدہ مقرر کئے گئے ہیں یہ ایک رسمی سی بات ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ ان ہیئتوں کے اختیار کرنے میں خاص حکمتیں ہیں جو نماز کی تکمیل کے لئے ضروری ہیں اور نماز کا ان پر مشتمل ہونا اسے ایک رسمی عبادت نہیں بناتا۔ ان ہیئتوں پر اس کا مشتمل ہونا اسے روحانیت کے لئے مکمل بناتا ہے اصل بات یہ ہے کہ انسانی بناوٹ اس قسم کی ہے کہ جسم کا اثر روح پر اور روح کا اثر جسم پر پڑتا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ جو رونی صورت بنائے اس کی آنکھوں میں کچھ دیر کے بعد آنسو آجاتے ہیں اور دل بھی غمگین ہوجاتا ہے اور جس غمگین آدمی کے پاس بیٹھ کر لوگ ہنسیں اور اسے ہنسائیں، تھوڑی دیر کے بعد اس کے دل پر سے غم کا اثر کم ہونے لگتا ہے اور اس کے اُلٹ یہ بھی ہوتا ہے کہ دل کے غم اور خوشی کا اثر انسان کے چہرہ اور دوسرے اعضاء پر پڑتا ہے۔ حتیٰ کہ بعض دفعہ ایک رات کے صدمہ سے بعض لوگوں کے بال تک سفید ہوگئے ہیں اس طبعی قانون کے مطابق اسلام نے عبادتِ الٰہی میں چند جسمانی افعال بھی شامل کیے ہیں تا کہ وہ ظاہری ہیئتیں جو ادب کا اظہار کرتی ہیں اس کے باطن میں بھی اسی قسم کا جذبہ پیدا کردیں۔

ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا میں ادب اور احترام کے اظہار کے لئے مختلف اقوام نے مختلف شکلوں کو اختیار کیا ہے۔ بعض قوموں میں ادب کے اظہار کا طریق یہ ہے کہ اپنے بزرگوں کے سامنے سینہ پر ہاتھ رکھ کر کھڑے ہوجاتے ہیں اور بعض قوموں میں ہاتھ چھوڑ کر کھڑے ہونا ادب کے اظہار کی علامت ہے۔ بعض میں رکوع کی طرح جھُک جانا ادب کے اظہار کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے اور بعض قوموں میں سجدہ کے طور پر گر جانا ادب کے انتہائی اظہار کے لئے علامت مقرر کیا گیا ہے اور بعض قوموں میں گھٹنوں کے بل بیٹھنا انتہائی ادب کے لئے علامت قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ اسی وجہ سے مختلف اقوام میں عبادت کے وقت ان مختلف صورتوں کو اختیار کیا جاتا ہے۔ ایرانی لوگ اپنے بادشاہ کے سامنے جسے وہ خدا تعالیٰ کا مظہر قرار دیتے تھے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوتے تھے اسی طرح بعض حالات میں وہ ہاتھ چھوڑ کر کھڑے ہوتے تھے۔ مغربی ممالک میں گھٹنوں کے بل گرنے کو انتہائی تذلل کا مقام سمجھا جاتا ہے۔ ہندوستان میں رکوع کی طرح جھکنا ادب کے اظہار کا ذریعہ سمجھا جاتا ہے۔ اسی طرح اپنے قابل تحریم بزرگوں اور بتوں کے آگے سجدہ کیا جاتا ہے۔ اسلام چونکہ سب دنیا کے لیے ہے اس نے اپنی عبادت میں ان سب طریقوں کو جمع کردیا ہے تاکہ ہر قوم کے لوگوں کے دلوں میں اس طریقِ عبادت سے وہ خشیت پیدا ہو جو عبادت میں پیدا ہونی چاہئے۔ کیونکہ ایک تو اپنی قومی عادت کے ماتحت وہ اس خاص ہیئت سے زیادہ متاثر ہوں گے دوسرے اپنی قلبی کیفیت کے ماتحت وہ ان مختلف ہیئتوں سے موقع کے مناسب زیادہ متاثر ہوں گے کیونکہ یہ بھی دیکھا جاتا ہے کہ انسان کے اندر جو مختلف تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں ان کے ماتحت وہ کبھی تو شدتِ محبت اور شدتِ ادب کے وقت جھک جاتا ہے۔ کبھی دوزانو ہوجاتا ہے کبھی سامنے کھڑا ہوجاتا ہے اور کبھی سجدہ میں گر جاتا ہے۔ پس اس کے قلب کی جو بھی کیفیت ہوگی اس کے مطابق ہیئت کے وقت اس کے قلب میں جوش پیدا ہوجائے گا اور وہ اپنی عبادت سے پورا فائدہ اٹھا سکے گا۔

علاوہ طبعی کیفیت کے مختلف جسمانی کیفیتوں کے ماتحت بھی ان مختلف حرکات کا اثر انسانی دل پر مختلف پڑتا ہے مثلاً ایک نزلہ کا مریض سجدہ میں تکلیف پاتا ہے اور اس حالت میں اسے پورا جوش نہیں آتا لیکن کھڑے ہونے یا قعدہ کی حالت میں اسے پورا جوش دعا کے لئے پیدا ہوجاتا ہے کیونکہ وہ ہیئت اس کی صحت کے زیادہ مطابق ہوتی ہے۔ مگر ایک دوسرا آدمی جس کی مثلاً لاتوں میں ضعف محسوس ہورہا ہو سجدہ میں زیادہ جوش پاتا ہے۔

خلاصہ یہ کہ اسلام نے چونکہ عبادت کو ایک اجتماعی فعل قرار دیا ہے اور چونکہ اس نے سب قوموں کو جمع کرنے کا بیڑہ اٹھایا ہے اس لئے اس نے اپنی عبادت میں ان تمام ہیئتوں کو جمع کردیا ہے جن کے ذریعے مختلف اقوام کو ادب و محبت کے اظہار کی عادت ہے اور جو مختلف حالتوں میں مختلف انسانوں کے دل میں عقیدت اور ادب کے جذبات کو ابھار دیتی ہیں اور اس کی نماز ایسی جامع اور کامل ہے کہ اور کسی مذہب کی نماز اس کا مقابلہ نہیں کرسکتی۔ اسی خصوصیت کو مدنظر رکھتے ہوئے اسلام نے اجتماعی نمازوں کا حکم دیا ہے۔ کیونکہ جب مختلف استعدادوں کے لوگ ایک جگہ جمع ہوں تو ایک دوسرے کے قلب کی حالت کا اثر دوسرے پر پڑتا ہے اور کمزور قوی کی قوت ایمان کو اپنے دل پر تاثیر ڈالتا ہوا محسوس کرتا ہے۔

چونکہ کبھی کبھی انسان کے دل میں خلوت میں عبادت کا جوش بھی پیدا ہوتا ہے اس لیے اسلام نے فرض نمازوں کے علاوہ نوافل کی طرف بھی توجہ دلائی ہے جیسا کہ تہجد کی نماز ہے اور اس طرح انسان کی اس مخصوص ضرورت کو بھی پورا کردیا گیا ہے۔

خلاصہ یہ کہ اسلامی نماز ان تمام طریقوں کی جامع ہے جو مختلف اقوام کے دلوں میں اس کیفیت کو پیدا کرنے کا ذریعہ بنتے چلے آئے ہیں جو عبادت کے لیے ضروری ہے اور اس میں ہر قوم ہر فرد کی قلبی حالت کو درست کرنے اور عبادت کا سچا جذبہ پیدا کرنے کی قوت موجود ہے اور جن ظاہری ہیئتوں کا اختیار کرنا نماز میں لازمی قرار دیا گیا ہے ان سے نماز کی عظمت میں کمی نہیں آتی بلکہ وہ ان کے ذریعے سے مکمل ہوتی ہے اور دوسری عبادات پر اسے فضیلت حاصل ہوتی ہے۔

ان ظاہری افعال کے علاوہ اسلامی نماز اللہ تعالیٰ کی تسبیح تحمید اور تعظیم کے ایسے مضامین پر مشتمل ہے جو سنگ دل سے سنگ دل انسان کے دل کو بھی نرم کردیتی ہے اور اس میں ایسی دعائیں رکھی گئی ہیں جو انسانی فکر کو بہت بلند کردیتی ہیں اور اس کے مقاصد کو اونچا کردیتی ہیں اور اس کے جذبات کو نیکی اور تقویٰ کے لیے ابھار دیتی ہیں اور خدا تعالیٰ کی محبت کی آگ بھڑکا دیتی ہیں اور روحانی حصہ نماز کا وہی ہیں اور ان کا دوسری اقوام کی عبادات سے اگر مقابلہ کیا جائے تو دونوں میں وہی نسبت معلوم ہوتی ہے جیسے سورج کے مقابلہ پر مٹی کا ایک دیا اور یہی وجہ ہے کہ باوجود اس کے اسلام نے عبادت کو تمام ظاہری دلکشیوں سے خالی رکھا ہے۔ نہ اس وقت گانا ہوتا ہے نہ باجا ہوتا ہے جیسا کہ عام طور پر دوسری اقوام کی اجتماعی عبادتوں میں ہوتا ہے بلکہ فقط سنجیدگی سے اللہ کے بندے اس کے حضور میں اپنی عقیدت کے پھول پیش کرتے ہیں اور اس کی محبت کی بھیک مانگتے ہیں اور باوجود اس کے کہ نماز ہفتہ میں ایک وقت ادا نہیں کی جاتی جیسا کہ اکثر مذاہب میں ہے بلکہ دن میں کم سے کم پانچ بار پڑھی جاتی ہے مگر پھر بھی اس بے دینی کے زمانہ میں بھی اس قدر مسلمان پانچ وقت کی نمازیں ادا کرتے ہیں کہ دوسرے تمام مذاہب کے افراد ملا کر ہفتہ میں ایک دفعہ کی عبادت بھی اس تعداد میں ادا نہیں کرتے یہ نماز کی روحانی کشش کا ایک بیّن ثبوت ہے اور مشاہدہ اس پر گواہ ہے۔

دوسری عبادت گاہوں میں باجے بجتے ہیں گانے گائے جاتے ہیں آرام کے لئے کرسیاں اور صوفے مہیا کئے جاتے ہیں اور صرف ہفتہ میں ایک بار بلایا جاتا ہے لیکن لوگ ہیں کہ پھر بھی ان دور بھاگتے ہیں لیکن يُقِيمُونَ الصَّلٰوةَ کے مخاطب سخت زمین پر سجدہ کرنے کے لئے پانچ وقت مساجد میں شوق سے جمع ہوتے ہیں اور بغیر کسی ظاہری دلکشی کے اور بغیر کسی مادی آرام کے سامان کے موجود ہونے کے وہ لذّت اور سرور محسوس کرتے ہیں کہ دنیا کی سب نعمتیں اس کے آگے مات ہوتی ہیں اس مشاہدہ کے بعد کون کہہ سکتا ہے کہ اسلامی عبادت صرف چند ظاہری رسوم کا مجموعہ ہے اور اس میں روحانیت کی نسبت جسمانی ہیئتوں کا زیادہ خیال رکھا گیا ہے علم النفس اس پر شاہد ہے اور تجربہ بتا رہا ہے کہ اسلامی عبادت کی ظاہری شکل صرف ایک برتن کی حیثیت رکھتی ہے ورنہ اس کا مغز تو وہ پُرمعارف مضامین ہیں جو اس میں دہرائے جاتے ہیں اور وہ پُرشوکت دعائیں اور وہ پُرسوز التجائیں ہیں جو اس میں کی جاتی ہیں۔

(تفسیر کبیر جلد اول، صفحہ 117 تا 119)

وقت کی پابندی

حضرت مصلح موعودفرماتے ہیں:۔

”ہمارے ملک کی بدعادات اور ہماری سالہا سال کی جسمانی غلامی کا یہ نتیجہ ہے کہ اس وقت جبکہ جلسہ کی کارروائی شروع کرنے کا وقت ہو چکا ہے بہت سے ناظر صاحبان کی کرسیاں خالی پڑی ہیں اور بہت سے نمائندوں کی کرسیاں بھی خالی ہیں۔

جو قومیں کام کرنے والی ہوتی ہیں اور جنھوں نے دنیا کو فتح کرنا ہوتا ہے، ان کے اعمال اور عادات دوسری قوموں سے بالکل مختلف ہوتے ہیں۔ وہ اپنی ذمہ داری کو سمجھتے اور وقت کی قدر کرتے ہیں۔ مگر ہمارے ہاں عام طور پر یہی طریق ہے کہ جو وقت کسی کام کے لئے مقرر کیا جاتا ہے ہمیشہ یہ سمجھ لیا جاتا ہے کہ وہ وقت نہیں ہے۔ ہماری مثال اُس لڑکے کی سی ہے جس کے متعلق کہتے ہیں وہ جانور چرا رہا تھا کہ اسے خیال پیدا ہوا لوگوں کا تجربہ کروں۔ وہ میری آواز پر آتے ہیں یا نہیں؟ اس خیال سے اس نے کہنا شروع کیا شیر آ گیا، شیر آ گیا۔ کسی نے اس مثال کو نظم میں لکھا ہے اور پہلی جماعت کے کورس میں جو کتاب ہوتی تھی اس میں درج تھی۔ جب اس کی آواز پر لوگ دوڑتے ہوئے گئے تو دیکھا وہ ہنس رہا ہے اور کوئی شیر نہیں ہے لیکن اس سے کچھ دن بعد حقیقتاً شیر آ گیا۔ اس پر اس نے پھر شور مچانا شروع کیا مگر پھر کوئی نہ آیا اور شیر نے آ کر اُسے پھاڑ ڈالا۔

چونکہ ہم لوگوں کی عادت میں یہ بات داخل ہوگئی ہے کہ ہم وقت کی پابندی نہیں کرتے اس لئے جب کہا جاتا ہے کہ فلاں وقت آنا ہے تو لوگ سمجھ لیتے ہیں کہ اُس وقت ضرور نہیں آنا۔ لیکن جہاں تک میرا خیال ہے اگر ہم دنیا میں کامیاب ہونا چاہتے ہیں تو ہمارے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وقت کی پابندی کی جائے کیونکہ وقت معین پر نہ آنا سُستی پر دلالت کرتا ہے اور کامیاب ہونے والے لوگوں میں سُستی نہیں ہونی چاہئے۔ امید ہے کہ دوست آئندہ ہر کام میں اس کی احتیاط کریں گے“۔ (خطابات شوریٰ جلد 1 ص 123)

پبلشر و پرنٹر : طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ
مطبع: ضیاء الاسلام پریس
مقام اشاعت : دارالنصر غربی چناب نگر ربوہ
قیمت 5 روپے

مکرم غلام مصباح بلوچ صاحب

یکے از 313 کبار رفقاء حضرت مسیح موعود

حضرت میاں محمد اکبر صاحب آف بٹالہ گورداسپور

(قسط دوم آخر)

آخری بیماری اور وفات

آپ کو درد گردہ کی تکلیف تھی جس کی وجہ سے پیشاب بھی بند ہو گیا تھا، ایک مرتبہ جب گردہ کی تکلیف ہوئی تو آپ قادیان چلے آئے اور حضرت اقدس کے قدموں میں رہنا پسند کیا، حضور نے کمال شفقت اور ہمدردی سے آپ کے علاج کی طرف توجہ دی اور ہر طرح کا خیال رکھا، حضرت سید فضل شاہ صاحب یکے از 313 رفقاء (بیعت 2 جنوری 1890ء۔ وفات یکم فروری 1924ء بہشتی مقبرہ قادیان) فرماتے ہیں:

''ایک دفعہ میں نے دوپہر کو کشفی حالت میں یا خواب میں دیکھا کہ نہایت فربہ اور کھپت رنگ کا گھوڑا ہے اور اس کا پیشاب بند ہے اور پیٹ پھولا ہوا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گر کر مر جائے گا۔ حضرت مولوی حکیم نورالدین صاحب کو دیکھتا ہوں کہ وہ بھی میرے پاس کھڑے ہیں مگر اس کے علاج کی طرف توجہ نہیں کرتے اور مجھے ان کی طرف دیکھ کر نہایت پریشانی ہوتی ہے کہ یہ حکیم ہیں کیوں متوجہ ہو کر علاج نہیں کرتے ان کو چاہیے کہ خوب متوجہ ہو کر علاج کریں اور جس وقت وہ گھوڑا گرتا معلوم ہوا مجھے سخت گھبراہٹ ہوئی اور اس گھبراہٹ میں مَیں بیدار ہو کر حضرت مسیح موعود کے پاس دالان میں پہنچا کیونکہ اُن دنوں مَیں بیت الفکر میں بحکم حضرت صاحب رہا کرتا تھا، میں نے دستک دی حضور نے بُلایا میں حضور کی خدمت میں بیٹھ گیا اور اپنا سارا کشف یا خواب بیان کیا اور پوچھا کہ حضرت یہ کیا معاملہ ہے سمجھ میں نہیں آتا؟ جس وقت میں نے سارا کشف یا خواب بیان کیا آپ نے فوراً حکم دیا میرا چوغہ لاؤ سوٹی لاؤ میں نے اُلٹا کر چوغہ پہنایا اور سوٹی پیش کر دی، فرمایا یہ کشف محمد اکبر ٹھیکیدار کی نسبت ہے اور آؤ چلو۔ میں اور حضرت صاحب زنانہ ڈیوڑھی کے راستہ سے باہر آئے اور حضرت مولوی نورالدین صاحب کے شفاخانہ کے دروازہ پر آ کر ٹھہرے اور مولوی صاحب کو آواز دی مولوی صاحب ننگے سر بیٹھے تھے آواز دینے پر ننگے سر ہی دوڑے جُوتا بھی حضرت صاحب تک پہنچنے تک بمشکل پہنا اور دوپٹہ تو حضرت صاحب کے پاس آ کر جلدی جلدی باندھا، حضرت صاحب نے مولوی صاحب کو بڑے زور سے سمجھانا شروع کیا کہ دیکھو شاہ صاحب نے ایسا خواب یا کشف دیکھا ہے اور یہ محمد اکبر کے متعلق معلوم ہوتا ہے آپ نے اس کے علاج کی طرف سے توجہ چھوڑ دی ہے حکیم کو چاہیے جب تک مریض زندہ ہو مایوس اور ناامید ہو کر توجہ نہ چھوڑے اور اسی طرح سمجھاتے ہوئے بہمراہی مولوی صاحب و دیگر حاضرین کے حضور محمد اکبر کے مکان کی طرف تشریف لے گئے، وہاں جا کر دیکھا کہ واقعی اس کا پیٹ بہت پھولا ہوا ہے اور پیشاب بند ہے حضور نے فرمایا اگر ایسا مریض بائیس دن بھی بیمار رہے تو وہ مرتا نہیں اچھا ہو جاتا ہے پھر حضور نے فی الفور دیگیں منگا کر پانی گرم کرایا اور اس میں اس کو بٹھایا اور علاج شروع کر دیا۔ حضرت حکیم صاحب خاموش کھڑے رہے، حضرت مسیح موعود کبھی اس کے سرہانے کبھی پائینی جاتے تھے تقریباً بیس دفعہ حضور نے چکر لگائے ہوں گے اور جو جو علاج حضور فرماتے تھے بعض لوگ چپکے سے حکیم صاحب کو بتاتے تھے کہ یہ نقصان کا باعث ہو گا مگر حکیم صاحب یہی جواب دیتے کہ آپ خود عرض کر لیں مَیں اس وقت حضور کے سامنے بول نہیں سکتا، تقریباً حضور آدھا گھنٹہ علاج کرتے رہے اور اس عرصہ میں محمد اکبر کو پیشاب بھی آ گیا۔

میں نے محمد اکبر کو یہ کہتے سنا کہ حضرت صاحب نے جو بائیس دن کا ذکر کیا ہے مجھے امید ہے کہ یہ مرض بائیس دن میں جائے گا چنانچہ حضرت صاحب واپس گھر کو تشریف لے آئے اور محمد اکبر کو بیس بائیس دن میں آرام آ گیا۔''

(سیرت احمد صفحہ 169-167 از حضرت قدرت اللہ سنوری صاحب مطبع ضیاء الاسلام پریس ربوہ۔ دسمبر 1962ء)

حضرت میاں فضل محمد صاحب ہرسیاں والے بیان کرتے ہیں:

''حضور کی سیرت کا ایک واقعہ یہ ہے کہ حضور کبھی اور کسی مرحلہ پر مایوس نہیں ہوتے تھے میاں محمد اکبر صاحب مرحوم ایک دفعہ سخت بیمار ہو گئے حضرت خلیفہ اول علاج فرماتے تھے بہت علاج کیا مگر کوئی کامیابی نہ ہوئی آخر مولوی صاحب نے علاج بند کر دیا کسی نے حضرت اقدس کو بھی اطلاع کر دی آپ حضرت مولوی صاحب سے فرمانے لگے کیا آپ مایوس ہو گئے؟ انھوں نے فرمایا حضور ان کے بچنے کی کوئی امید نہیں اس لیے علاج بند کر دیا ہے۔ حضور یہ سن کر فرمانے لگے اچھا اب آپ علاج نہ کریں ہم علاج کریں گے چنانچہ حضور نے علاج شروع کر دیا اور میاں محمد اکبر صاحب اس مرض سے اچھے ہو گئے اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جس مریض کا علاج ایک ماہر فن طبیب مایوس ہو کر چھوڑ دیتا تھا حضور اس کے متعلق بھی اپنے مولیٰ سے یقین رکھتے تھے کہ خدا تعالیٰ اسے شفا دے سکتا ہے اور ایسا ہی ہوتا تھا۔''

(الحکم 21 جنوری 1935ء صفحہ 5 کالم 1)

حضرت ڈاکٹر غلام غوث صاحب بیان کرتے ہیں:۔

''ڈاکٹر عبدالستار صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ جب میں یہاں آیا تو محمد اکبر خان برادر اکبر اللہ یار صاحب ٹھیکیدار بیمار تھے ان کو پیشاب کی بیماری تھی، پیشاب بند تھا، ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ حضرت صاحب مجھے ساتھ لے کر ان کے پاس تشریف لے گئے چنانچہ معائنہ پر میں نے عرض کیا کہ اس کے لیے کیتھیٹر (Catheter) کی ضرورت ہے، چنانچہ فوراً ایک آدمی امرتسر روانہ کیا وہ وہاں سے یہ اوزار لایا اور پھر پیشاب نکالا گیا۔''

(رجسٹر روایات رفقاء نمبر 11 صفحہ 182)

ان روایات سے حضرت اقدس مسیح موعود کی اپنے خدام کے ساتھ شفقت اور محبت کا پتا لگتا ہے کہ کس طرح آپ حضرت میاں اکبر صاحب کی بحالی صحت کے لیے بے چین تھے اور خود ڈاکٹر وغیرہ کو لے کر ان کے علاج کے لیے تشریف لے جاتے۔

پہلی مرتبہ درد کی شکایت پر حضرت اقدس کی دعاؤں کے طفیل آپ کو افاقہ ہوا اور تکلیف سے جانبر ہوئے، ابھی دو مہینے ہی گزرے تھے کہ آپ کو پھر درد کا دورہ ہوا اور اس مرتبہ یہ درد جان لیوا ثابت ہوا اور آپ 23 جولائی 1900ء بروز جمعرات بعد از نماز مغرب اس دارفانی کو چھوڑ گئے۔ حضرت اقدس نے جنازہ پڑھایا اور قادیان میں تدفین ہوئی۔ آپ کی وفات کی خبر دیتے ہوئے اخبار الحکم نے لکھا:

''چند ماہ کا عرصہ گزرتا ہے کہ حضرت اقدس کو الہام ہوا تھا الامراض تشاع والنفوس تضاع یعنی بعض بیماریاں پھیلیں گی اور جانیں ضائع ہوں گی، اس الہامی پیشگوئی کے مطابق ملک میں وبا ہیضہ وغیرہ جس شدت کے ساتھ پھیلے ہیں اور جس قدر جانیں ان کی نذر ہوئی ہیں وہ کوئی مخفی امر نہیں۔ حضرت اقدس کا الہام غالباً انھیں دنوں حضرت مولانا مولوی عبدالکریم کے کسی خطبہ میں شائع کر دیا گیا تھا اور حسب معمول مولانا ممدوح نے صدہا خطوط کے ذریعہ ہزارہا لوگوں کو خبر پہنچا دی تھی۔ یہ الہام ایسے وقت میں ہوا تھا جبکہ ابھی ہیضہ وغیرہ امراض کا پنجاب میں نام و نشان نہ تھا اس لیے یہ پیشگوئی سلیم الفطرۃ انسانوں کے لیے بصیرت اور معرفت کی زیادتی کا موجب ہے۔ ایسا ہی انا للہ و انا الیہ راجعون کا بھی الہام ہوا تھا جس سے حضرت اقدس کے کسی مخلص دوست کی موت کا پتہ ملتا تھا آخر یہ ساری باتیں (جو خدائے علیم کا کلام تھا) اپنے وقت پر پوری ہوئیں اور ان الہامات کے موافق ہماری جماعت کے بعض نہایت مخلص اور پر جوش دوست ہم سے علیحدہ ہوئے از انجملہ میاں محمد اکبر صاحب ٹھیکیدار ساکن بٹالہ ہیں جو اس الہام کے موافق فوت ہوئے۔ مرحوم حضرت کا سچا عاشق اور مخلص خادم تھا اور ہمیشہ اس سلسلہ کی خدمت کے لیے کمر بستہ رہتا تھا حضرت اقدس بعض اوقات فرمایا کرتے تھے کہ بٹالہ سے تو ہمارے حصہ میں میاں محمد اکبر ہی آئے ہیں۔

دارالامان قادیان سے آنے کے واسطے بٹالہ گویا دروازہ تھا اس لیے اکثر دوست آ کر بٹالہ میں ان کے ہی مکان پر ٹھہرا کرتے تھے اور اپنے بھائیوں کی خدمت نہایت اخلاص سے کیا کرتے تھے۔ پھر حضرت اقدس اور دوسرے احباب متعینہ قادیان کی جو بلٹیاں وغیرہ باہر سے آیا کرتی تھی وہ سب میاں محمد اکبر ہی ریلوے سٹیشن سے چھڑوا کر روانہ کیا کرتے تھے۔ حضرت اقدس کے ہاں مہمانوں کی آمد و رفت کے بکثرت ہونے کی وجہ سے اور الہام وَسِّعْ مَکَانَکَ کے موافق سلسلہ تعمیرات شروع رہتا ہے اس کے مصالحہ وغیرہ کے بہم پہنچانے اور بھیجنے میں بڑی ہمت سے کام لیتے تھے اور یہ ان کا معمول تھا کہ جمعہ علی الخصوص حضرت کے ہمراہ پڑھا کرتے تھے کوئی بڑے سے بڑی ضرورت بھی ان کو نہ روکتی تھی۔ مرحوم کو درد گردہ کی شکایت تھی جس سے گردہ کے عمل میں خلل واقع ہوا اور پیشاب بند ہو گیا۔ پہلی مرتبہ جب ان کو یہ شکایت ہوئی تو وہ حضرت اقدس ہی کی قدموں میں آ رہا، حضرت اقدس نے جس دل سوزی اور ہمدردی اور غمخواری کے ساتھ ان کے علاج میں سعی کی ہم خدا کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ اس قدر جوش اور غم ہم نے حقیقی والدین میں بھی محسوس نہیں کیا، ہر پندرہ منٹ کے بعد خبر منگواتے اور خود بار بار ان کے مکان پر تشریف لے جاتے۔ آپ کی اس قدر ہمدردی اور غمخواری ہی ایک سلیم الفطرۃ انسان کے لیے آپ کی صداقت کی دلیل ہے، افسوس ہے ہم اس جوش کو جو حضرت اقدس کو میاں محمد اکبر کی بیماری کے علاج میں تھا الفاظ میں بیان نہیں کر سکتے، آخر آپ کی پرسوز نیم شبی دعاؤں نے مسیحائی اثر دکھایا اور ایک مردہ کو زندہ کر دیا۔ کوئی دو مہینہ کے بعد پھر یہ دورہ ہوا، مرحوم کی دلی آرزو تھی کہ میری موت حضرت اقدس کے قدموں پر ہو۔ اس مرتبہ حضرت اقدس ہی کے مکان میں ٹھہرا، بہت علاج کیا لیکن موت کا کیا علاج! آخر 23 جولائی 1900ء بروز جمعرات نماز مغرب کے بعد مرحوم نے جان دی، جمعہ کی صبح کو حضرت نے

جنازہ پڑھا اور دارالامان ہی میں دفن ہوا۔ مرحوم کی موت ہم سب کے لیے ایک رشک دلانے والی موت ہے، اس سے بڑھ کر کون خوش قسمت ہوسکتا ہے کہ حضرت اقدس کے قدموں میں اس جہاں سے رخصت ہوا اور وہ امام الزمان جس کے لیے خدا نے کل دعاؤں کے قبول کرنے کا وعدہ فرمایا ہوا ہے، اس کے لیے دعا استغفار کرے اس کے لیے نجات نقد موجود ہے۔ مرحوم چھوٹے چھوٹے بچے اور دو بیویاں چھوڑ گیا ہے، اللہ تعالیٰ آپ ان کا متولی ہو اور مرحوم کو بہشت بریں میں جگہ دے۔ آمین۔" (الحکم 16۔اگست 1900ء صفحہ 10)

آپ کے بڑے بیٹے حضرت محمد ابراہیم صاحب آپ کی وفات کے متعلق روایات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"میرے والد صاحب مکرم میاں محمد اکبر صاحب ٹھیکیدار جولائی 1900ء میں قادیان میں آ کر فوت ہوئے تھے، حضرت مسیح موعود نے ان کا جنازہ بڑ کے درخت کے نیچے (جو آج کل جلسہ سالانہ کے لنگر خانہ کے پاس ہے) پڑھایا میں اور میرے چھوٹے بھائی چارپائی کے اردگرد پھرتے تھے اور حضور کے پیچھے بہت لوگ تھے، مولوی خیرالدین صاحب سیکھوانی کی زبانی معلوم ہوا کہ نماز جنازہ بہت لمبی پڑھائی تھی، نماز جنازہ کے بعد حضرت نورالدین اعظم نے فرمایا کہ کاش یہ جنازہ میرا ہوتا۔ حضرت قاضی امیر حسین صاحب نے مجھ سے زبانی فرمایا کہ مجھے تمہارے والد صاحب کے فوت ہونے کا یہ واقعہ یاد ہے کہ اس دن کوئی شخص نظم سنانے کے لیے حضرت اقدس کے دربار میں پیش ہوا حضور نے فرمایا میں آج نظم نہیں سن سکتا کہ آج میرا ایک دوست فوت ہوگیا ہے۔"

(رجسٹر روایات رفقاء نمبر 14 صفحہ 310)

حضرت میاں خیرالدین صاحب سیکھوانی یکے از 313 بیان کرتے ہیں:

"حضور کو اپنے خادموں کی جدائی پر بہت صدمہ محسوس ہوتا تھا چنانچہ جس روز میاں محمد اکبر صاحب تاجر چوب بٹالہ فوت ہوئے وہ جمعہ (یہ سہو ہے اصل دن جمعرات کا تھا ہاں جنازہ جمعہ کے دن ہوا تھا۔ ناقل) کا دن تھا مولوی عبداللہ صاحب کشمیری نے ایک نظم تیار کی تھی انھوں نے (بیت) اقصیٰ میں بعد نماز جمعہ سنانے کی درخواست کی تو آپ نے فرمایا کہ آج محمد اکبر فوت ہوگیا ہے اس وقت میری طبیعت سننا نہیں چاہتی۔"

(رجسٹر روایات رفقاء نمبر 14 صفحہ 11، 12)

آپ کی وفات کے بعد حضور نے آپ کی اولاد سے بہت مشفقانہ سلوک فرمایا چنانچہ آپ کے بیٹے حضرت ابراہیم صاحب حضور کی یتامیٰ پروری کے متعلق فرماتے ہیں:

"اس موت کے کچھ دنوں کے بعد حضور نے مجھ کو کہ میں اپنے بھائی بہنوں میں بڑا تھا قادیان میں بلا لیا۔ مغرب کی نماز کے معاً بعد شیخ محمد اسماعیل صاحب سرساوی نے (بیت) مبارک میں جو اس وقت چھ آدمیوں کی قطار جتنی چوڑی تھی، پیش فرما کر عرض کی کہ حضور یہ محمد اکبر مرحوم ٹھیکیدار کا لڑکا ہے سکول میں داخل کرلیا ہے، اس کے لیے کھانے کا انتظام کیا ہو؟ حضور نے ارشاد فرمایا ہمارے لنگر سے۔ یہ واقعہ 1900ء کا گرمیوں کے دن تھے۔ اس برکت کی وجہ سے ہی میں قادیان میں پڑھا، چلا، بڑھا، پھولا اور پھلا اللّٰھم زد فزد....."

(رجسٹر روایات رفقاء نمبر 14 صفحہ 310)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب فرماتے ہیں، حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت اقدس کا طریق تھا کہ اپنے مخلصین کی بیماری میں ان کی عیادت کے لیے تشریف لے جایا کرتے تھے۔ چنانچہ منشی محمد اکبر صاحب مرحوم بٹالہ والے جب اپنی مرض الموت میں قادیان میں بیمار ہوئے تو آپ ان کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ میاں محمد اکبر صاحب مرحوم بہت مخلص اور شیدائی تھے اور غالباً بٹالہ میں دکانداری یا ٹھیکہ کا کام کرتے تھے، آخری بیماری میں وہ قادیان آ گئے تھے اور غالباً انہیں اس جگہ رکھا گیا تھا جہاں اب مدرسہ احمدیہ ہے۔ (سیرۃ المہدی حصہ سوم صفحہ 52)

حضرت میاں محمد اکبر صاحب کے دو بھائیوں کو بھی حضرت اقدس مسیح موعود کا رفیق ہونے کی سعادت حاصل ہے، جن میں سے ایک حضرت میاں محمد بخش صاحب (وفات مارچ 1932ء) ہیں جو حضرت مولوی محمد حسین صاحب سبز پگڑی والے کے والد محترم تھے اور دوسرے بھائی حضرت میاں اللہ یار صاحب (وفات 26 نومبر 1944ء بعمر 110 سال مدفون بہشتی مقبرہ قادیان) ہیں، ان کی کوئی اولاد نہیں تھی، یہ محترم مولوی محمد صدیق صاحب سابق لائبریرین خلافت لائبریری ربوہ کے سگے خالو تھے۔

اہلی زندگی

حضرت میاں محمد اکبر صاحب نے دو شادیاں کی تھیں ایک حضرت امام بی بی صاحبہ اور دوسری کا نام معلوم نہیں ہوسکا، آپ کی دونوں بیویاں بھی سلسلہ احمدیہ کے ساتھ وابستہ ہوگئی تھیں اور 1900ء سے پہلے ہی بیعت کرلی تھی۔

حضرت امام بی بی صاحبہ قادیان ہی کی رہنے والی تھیں آپ کی پیدائش 1862ء کی ہے، شادی کے بعد حضرت میاں محمد اکبر صاحب کے ساتھ بٹالہ ہی میں رہیں۔ یہ دونوں بیویاں ایک ہی گھر میں رہتی تھیں لیکن آپس میں کوئی سوتنوں والا سلوک نہیں تھا، بلکہ ایک دوسرے کو آپس میں بہن جی کہتی تھیں۔ حضرت میاں محمد اکبر صاحب کی وفات کے بعد حضرت امام بی بی صاحبہ قادیان آ گئیں تھیں، جہاں خاندان حضرت اقدس مسیح موعود کی خدمت کا موقع پایا حضرت اماں جاں کی خصوصی خدمت کا شرف حاصل تھا کئی سفروں میں حضرت اماں جان کے ساتھ رہیں جس کی وجہ سے انہیں قریب سے دیکھنے کا موقع ملا۔

حضرت امام بی بی صاحبہ کے بطن سے حضرت میاں محمد اکبر صاحب کی درج ذیل اولاد تھی۔

1۔ حضرت میاں محمد ابراہیم صاحب
2۔ حضرت محمد عبداللہ صاحب
3۔ حضرت محمد اسماعیل صاحب (وفات 2 نومبر 1988ء)
4۔ محترمہ اللہ رکھی صاحبہ سرگودھا

دوسری بیوی سے آپ کے دو بچے ہوئے۔

1۔ مکرم محمد اسحٰق صاحب
2۔ حضرت محمد یعقوب صاحب

آپ کے بچوں کو بوجہ قادیان میں رہنے کے حضرت مسیح موعود کی زیارت کا شرف حاصل تھا۔

مخلوق خدا سے محبت

ہمارا عہد بیعت

حضرت خلیفۃ المسیح الاول فرماتے ہیں:۔

خدا تعالیٰ کے فضل کو یاد کر کے محبت الٰہی کو زیادہ کرو اور غفلتوں اور کمزوریوں کو چھوڑ دو اور اپنے وعدوں کا لحاظ کرو کہ "دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گے"۔ رنج و راحت، عُسر ویُسر میں قدم آگے بڑھائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوق اور بھائیوں سے محبت کریں گے۔ پھر کہتا ہوں کہ یہ بڑی خطرناک بات ہے کہ جو وعدوں کے خلاف کرتا ہے وہ منافق ہوتا ہے۔ جھوٹ اور وعدوں کی خلاف ورزی کرتے کرتے انسان کا انجام نفاق سے مبدل ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھ کو اور آپ کو اس سے بچائے اور صدق، اخلاص اور اعمال حسنہ کی توفیق دے۔ آمین

(حقائق الفرقان جلد 1 ص 152)

بقیہ صفحہ 5

گاؤں میں مقامی جماعت ہونے کے سبب دوسرے گاؤں سے ترک سکونت کر کے یہاں آباد ہوئے تھے۔ احمدیت سے عشق و محبت کا رشتہ تھا۔ بچے ابھی چھوٹے ہی تھے کہ قضائے الٰہی سے وفات پا گئے۔ ان کی اہلیہ محترمہ بچوں کو لے کر ربوہ رہائش پذیر ہوگئیں۔ اللہ تعالیٰ نے مرحوم کی اولاد کو اپنی نعمتوں سے خوب نوازا ہوا ہے۔ کھاتے پیتے گھرانوں میں شمار ہوتا ہے۔

(9) مکرم مولوی محمد منیر انصاری صاحب: آپ 53-1952ء کے قریب اس گاؤں میں رہائش پذیر ہوئے اور کم وبیش 20 سال یہاں قیام کیا۔ آپ ایک جید عالم دین تھے۔ اردو، عربی اور فارسی پر عبور حاصل تھا دیگر علاقائی زبانوں میں بھی سمجھ بوجھ رکھتے تھے۔ مقامی جماعت کی تعلیم و تربیت میں آپ کی گرانقدر خدمات ہیں۔ دعوت الی اللہ کے سلسلہ میں گردونواح کے دیہاتوں میں بھی جایا کرتے تھے۔ آہ سحر سے حظ اٹھانے والے تھے۔ امامت اور خطبات کے فرائض بھی سرانجام دیتے تھے۔ نڈر اور بے خوف انسان تھے۔ حق گوئی میں بیباک تھے۔ طب کے پیشہ سے وابستہ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ہاتھوں میں شفا بھی رکھی ہوئی تھی، حاذق حکیم تھے، اخلاق کریمانہ کے مالک تھے، خوش بیان تھے، بیان علمی اور اثر انگیز تھا، بات دل کو لگتی، بچوں کو قرآن کریم کی تعلیم بھی دیتے رہے۔ مزاج میں شاعری کا عنصر بھی تھا۔

مرحوم اعلیٰ خوبیوں کے مالک تھے۔ سیرت و کردار دینی ڈھانچہ میں ڈھلا ہوا تھا۔

(10) مکرم سید محمد صاحب: عمر کے آخری حصہ میں خود تحقیق کر کے احمدیت قبول کرنے کا شرف پایا۔ آپ بھی اپنے خاندان میں اکیلے احمدی تھے۔ احمدیت قبول کرنے پر گھر والوں نے گھر بدر کردیا۔ مخالفت کا سامنا کرنا پڑا لیکن سچائی کے رستہ سے سرمُو انحراف نہ کیا۔ ثابت قدمی اور استقامت دکھائی۔ خدمت دین میں جت گئے۔ آنریری معلم کے طور پر مختلف احمدی جماعتوں میں ذاتی حیثیت سے کام کیا۔ مرکز سے کوئی معاوضہ نہ لیا۔ جہاں بھی گئے بچوں کو قرآن مجید پڑھایا۔ احمدیت کے فدائی تھے۔ عبادت کا ذوق رکھتے تھے۔ شخصیت میں سادگی تھی۔ بیمار ہوئے تو برادری نے دباؤ ڈالا کہ احمدیت چھوڑ دیں۔ لیکن ان حالات میں بھی استقامت کا نمونہ دکھایا۔ وفات کے قریب بھی غیر احمدی تعلق داروں نے دباؤ ڈالا کہ احمدیت سے منحرف ہوجائیں۔ لیکن اس اللہ کے بندہ نے کہا۔ ہرگز نہیں۔ لیکن تاکیداً وصیت کی کہ میرا غسل اور نماز جنازہ احمدیوں کے ذریعہ ہو اور پھر ایسا ہی ہوا۔

مرحوم آخر میں آئے اور اخلاص و وفا میں سبقت لے گئے۔

مقامی جماعت کی موجودہ حالت بھی خوشکن ہے۔ خوبصورت بیت الذکر ہے، مربی ہاؤس ہے، مہمان خانہ ہے اور ایک فری ہومیو ڈسپنسری ہے۔ جو چشمۂ شفا بنی ہوئی ہے۔ ایک مضبوط جماعت علاقہ گوجرہ میں ہے۔ جماعتی تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والی جماعت ہے۔ اللہ تعالیٰ اس جماعت کی ترقی کے سامان پیدا فرماتا چلا جائے اور افراد جماعت کو ہر شر سے محفوظ رکھے اور خلافت سے قلبی وابستگی عطا فرماتا رہے۔ آمین

مکرم محمد اشرف کاہلوں صاحب

جماعت احمدیہ چک 433 ج ب دھیرو کے ٹوبہ ٹیک سنگھ کے چند مخلصین

خاندانوں کا قبول احمدیت۔ثبات قدم اور اخلاص و وفا

چک 433 ج ب دھیرو کے تحصیل گوجرہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ سے غربی جانب 19 کلومیٹر کی مسافت پر یہ گاؤں واقع ہے۔ اس گاؤں میں احمدیت کا نفوذ 39-1938ء کے لگ بھگ ہوا۔ سب سے پہلے احمدیت قبول کرنے کا شرف چوہدری احمد دین صاحب مرحوم کو ہوا۔ جو مکرم چوہدری احمد خان باجوہ صاحب معلم سلسلہ کی دعوت الی اللہ کے نتیجہ میں حلقہ بگوش احمدیت ہوئے۔ ابتداء میں آپ کے خاندان والوں نے شدید مخالفت کی۔ حالات اس قدر دگرگوں اور نامساعد ہوگئے کہ آپ نے ترک سکونت کا مصمم ارادہ کرلیا۔ لیکن بعد میں ایک رؤیا صالحہ کے باعث گھر چھوڑنے کا عزم ترک کردیا۔ رؤیا میں آپ نے دیکھا کہ ایک آم کا پودا اگا ہے۔ جو نہایت درجہ خوشنما اور جلد جلد پروان چڑھنے والا ہے۔ آپ اس کے گرد باڑ لگاتے ہیں مبادا کہیں جانور اسے تلف نہ کردیں۔ دل میں خیال آتا ہے کہ اگر میں یہاں سے چلا گیا تو اس کی حفاظت کون کرے گا۔ اس کے ساتھ ہی بیداری ہوگئی۔ اور خواب کی تفہیم ذہن میں آئی کہ آم کے پودا سے مراد احمدیت ہے۔ اور اس کا فروغ آپ کے قیام سے ہے۔ وطن مالوف کو چھوڑ کر جانے سے احمدیت کی ترقی اس جگہ رک جائے گی بلکہ بند ہو جائے گی۔ اس خواب کی بنا پہ آپ نے گاؤں چھوڑنے کا ارادہ ترک کردیا اور آزمائشوں اور تکالیف کا ثابت قدمی اور استقلال سے مقابلہ کرتے ہوئے دعوت الی اللہ میں آپ جت گئے۔ گو آپ کی دنیاوی اور دینی تعلیم پرائمری کے درجہ سے بھی کم تھی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کے اخلاص و وفا میں برکت ڈالی۔ دعوت الی اللہ میں خاص تائید و نصرت فرمائی اور یکے بعد دیگرے خاندانوں میں سے بعض افراد احمدیت قبول کرنے لگے اور اس طرح یہ کارواں بڑھنے لگا اور اس میں اضافہ ہونے لگا۔

احمدیت قبول کرنے والے خاندانوں اور دیگر افراد کا مختصر ذکر کیا جاتا ہے۔

☆ **مکرم چوہدری احمد دین صاحب** کے خاندان میں آپ کے کزن مکرم چوہدری طالب حسین صاحب، مکرم چوہدری غلام قادر صاحب، مکرم چوہدری محمد صادق صاحب درویش اور مکرم چوہدری محمد حسین صاحب آپ کی شبانہ روز دعوت الی اللہ سے احمدیت میں آئے اور ان کے ساتھ ہی وقفہ وقفہ سے آپ کے حقیقی بھائی مکرم چوہدری فضل دین صاحب، مکرم چوہدری رحمت علی صاحب، مکرم چوہدری محمد ابراہیم صاحب کو بھی احمدیت قبول کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ آپ کے ایک اور کزن مکرم چوہدری محمد شریف صاحب بھی احمدیت کی آغوش میں آئے۔ یہ تمام بزرگ احمدیت کے شیدائی تھے۔ دعوت الی اللہ ان کا زیور تھا۔ خلافت سے اخلاص و وفا کا رشتہ تھا۔ غرباء پرور تھے۔ مظلوم کے مددگار تھے، عبادات میں شغف تھا۔

☆ **حاجی خاندان:** مکرم پیراں دتہ صاحب کے چھ بیٹے تھے۔ آپ کو حج کی سعادت حاصل تھی۔ اس بنا پر یہ خاندان گاؤں میں ''حاجی خاندان'' کہلاتا تھا۔ اس خاندان میں سے مکرم چوہدری ناظر حسین صاحب، مکرم چوہدری غلام حیدر صاحب، مکرم اللہ بخش صاحب اور مکرم چوہدری کریم بخش صاحب کو احمدیت میں داخل ہونے کی سعادت نصیب ہوئی۔ ان کے ایک غیر احمدی بھائی کا پوتا بالآخر احمدیت میں آیا ہے۔ یہ خاندان بھی احمدیت کا متوالا ہے۔ عبادات کا از حد ذوق رکھنے والا، مخلوق کا ہمدرد اور مالی قربانی میں برابر حصہ لینے والا خاندان ہے۔ ان بزرگوں کی اولادیں بھی احمدیت کی شیدائی ہیں۔

چنڈ و فیملی: مکرم چوہدری غلام نبی صاحب اور آپ کے دونوں بیٹے مکرم چوہدری محمد بوٹا صاحب اور مکرم چوہدری بشیر احمد صاحب نے احمدیت قبول کی۔ یہ خاندان بھی اخلاص میں بڑھا ہوا ہے۔ عبادات کا شوق گھٹی میں پڑا ہے۔ مالی قربانیوں میں بھی سبقت لے جانے والا خاندان ہے۔ مکرم محمد بوٹا صاحب مرحوم کے دونوں بیٹے مکرم مبشر احمد صاحب اور مکرم مظفر احمد صاحب کراچی میں محکمہ پولیس میں ملازم تھے۔ دونوں بھائی یکے بعد دیگرے دہشت گردی کا نشانہ بنے اور شہید ہوگئے۔ اولادیں احمدیت و خلافت سے دلی وابستگی رکھتی ہیں۔

للّی خاندان: للّی برادری کے اس خاندان کے مکرم چوہدری محمد اسماعیل صاحب، مکرم چوہدری محمد ابراہیم صاحب، مکرم چوہدری مولوی مبارک علی صاحب اور مکرم چوہدری رحمت علی صاحب افراد چاروں حقیقی بھائی احمدی ہوئے۔ ان کی اولادیں بھی احمدیت سے محبت و عشق کا رشتہ رکھتی ہیں۔ یہ بزرگ بھی وضع دار، عبادت گزار مالی قربانیوں میں برابر کے شریک اور احمدیت سے جنون کی حد تک تعلق خاطر تھا۔

☆ **مولوی محمد ابراہیم صاحب کی فیملی:** مکرم چوہدری فضل دین صاحب، مکرم چوہدری محمد ابراہیم صاحب اور مکرم چوہدری رحمت علی صاحب تینوں سگے بھائی تھے۔ مکرم چوہدری محمد ابراہیم صاحب اور مکرم چوہدری فضل دین صاحب نے بذات خود احمدیت قبول کی جبکہ تیسرے بھائی کی اولاد مکرم جاوید احمد صاحب اور مکرم منور احمد صاحب احمدیت میں آئے ہیں۔

خاکسار کا تعلق بھی اسی خاندان سے ہے۔ میرے والد گرامی مکرم چوہدری فضل دین صاحب تھے۔ آپ اپنی فیملی سمیت یعنی تینوں بیٹوں خاکسار، مکرم محمد اکرم صاحب اور مکرم اعجاز احمد صاحب احمدیت میں شامل ہوئے۔ خاکسار کی والدہ محترمہ مبارک بی بی صاحبہ بھی شرف احمدیت سے مشرف ہوئیں۔ اس خاندان کے افراد احمدیت سے عاشقانہ انداز وفا رکھتے ہیں اور جماعتی تحریکوں میں بشاشت سے حصہ لیتے ہیں۔

لمّا فیملی: اس خاندان کے افراد دوسروں کی نسبت دراز قد ہونے کی وجہ سے گاؤں میں لمّا فیملی کے نام سے معروف تھے۔ اس خاندان میں سے مکرم چوہدری محمد شریف صاحب، آپ کے کزن مکرم چوہدری محمد اکبر صاحب اور آپ کے بھتیجے مکرم محمد صفدر صاحب کو احمدیت کے زیور سے آراستہ ہونے کا اعزاز ملا ہے۔ اس خاندان کے افراد بھی احمدیت سے والہانہ عقیدت کا تعلق رکھتے ہیں۔ عبادات کا ذوق و شوق عام، خدمت دین کے جذبہ سے سرشار اور مالی جہاد میں سبقت کا جذبہ ان کی خصوصیات ہیں۔

دیگر افراد:

(1) مکرم چوہدری محمد نذیر احمد صاحب ابن اللہ رکھا نے زمانہ طالب علمی میں ہی احمدیت قبول کرلی تھی۔ اپنے والد کے اکیلے بیٹے ہیں۔ 70 سال سے زائد عمر ہے۔ داعی حق کے طور پر زندگی بسر کررہے ہیں۔ نوجوان بیٹے مکرم نصیر احمد صاحب کی وفات پر صبر جمیل کا نمونہ دکھایا۔ صائب الرائے ہیں۔ موصی ہیں اور اخلاق کریمانہ کے مالک ہیں۔ خلافت سے وفا کا تعلق ہے۔ مالی جہاد میں بھی قدم آگے ہی ہے۔

(2) مکرم محمد صادق صاحب بہاولپوری: اپنے خاندان میں واحد احمدی تھے۔ خاندان والوں نے ایذا رسانی کی کوئی کسر نہ چھوڑی ان کے پائے ثبات میں ذرہ برابر بھی لغزش نہ آئی۔ مرحوم عبادت گزار اور احمدیت کے فدائی تھے۔ ان کی اولاد بھی خدمت دین میں باپ کے نقش قدم پر ہے۔ ایک بیٹا مکرم محمد خالد صاحب قصر خلافت میں سیکورٹی عملہ میں شامل خدمت دین کررہا ہے۔

(3) مکرم غلام حسین صاحب بلوچ: اپنی برادری اور خاندان میں اکیلے احمدی تھے۔ احمدیت قبول کرنے پر مصائب و آلام کا سامنا کرنا پڑا۔ جسمانی تشدد بھی ہوا۔ مگر احمدیت سے ناطہ نہ توڑا۔ دعوت الی اللہ کا شوق تھا۔ عبادات میں گہری رغبت رکھنے والے تھے۔ مالی استطاعت کے مطابق چندوں میں باقاعدہ تھے۔ مکرم غلام حسین صاحب اور مکرم چوہدری محمد صادق صاحب بہاولپوری نے فرقان فورس میں بھی کشمیر محاذ پر اکٹھے خدمات سرانجام دی تھیں۔ بیوی اور برادری کے زیر اثر ان کی اولاد احمدیت کی دولت سے محروم ہے۔

(4) مکرم چوہدری محمد صدیق صاحب: آپ بھی اپنے خاندان میں اکیلے احمدی ہیں۔ قبول احمدیت پر خاندان اور رشتہ داروں کی طرف سے سخت مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔ لیکن خدا تعالیٰ کے فضل و احسان سے احمدیت پر ثابت قدم چلے آرہے ہیں۔ احمدیت سے وفا کا تعلق ہے، نڈر انسان ہیں۔ ثقہ رائے رکھنے والے ہیں۔ عبادت گزار اور ہمدردی خلق رکھنے والے وجود ہیں۔

(5) مکرم چوہدری محمد صادق صاحب: یہ خاندان گاؤں میں پنجابی لفظ ''کونے'' کے طور پر معروف ہے۔ آپ بھی اپنے خاندان میں واحد احمدی تھے۔ تادم مرگ احمدیت پر استقامت دکھائی۔ بیوی اہل وعیال غیر احمدی تھے۔ وفات کے وقت وصیت کی کہ میری نماز جنازہ جماعت احمدیہ پڑھے۔ نرم خو تھے، جماعت کے ساتھ دلی وابستگی رکھی۔

(6) مکرم چوہدری مراتب علی صاحب نمبردار: آپ بھی اپنے خاندان میں تنہا احمدی ہیں۔ مختلف مقامی جماعتی عہدوں پر فائز ہو کر خدمت دین بجالانے کی توفیق پائی ہے۔ شب بیدار، مالی جہاد میں قدم سب سے آگے، پُر جوش داعی الی الحق، ملنسار اور خوش اخلاق انسان ہیں۔ ان کی اولاد بھی خدمت دین میں والہانہ جذبہ رکھتی ہے۔ خود موصی ہیں۔

(7) مکرم ناظر حسین دیندار: آپ عیسائیت ترک کر کے احمدیت میں داخل ہوئے۔ معمولی تعلیم تھی۔ اردو اور پنجابی روانی سے پڑھ لیتے تھے۔ دعوت الی اللہ کا خوب شوق اور عشق تھا۔ خود قرآن مجید سیکھا اور اپنے اہل وعیال کو قرآن مجید پڑھایا۔ تلاوت قرآن مجید روزانہ بلند آواز سے کرتے۔ سلسلہ احمدیت کی غیرت وحرمت کا پاس رکھنے والے اور کسی قسم کی گستاخی کو برداشت نہ کرتے تھے۔ طبیعت میں جوش تھا جو حق گوئی کا نتیجہ تھا۔ عبادت اور مالی قربانی میں پیش پیش تھے۔ اولاد کی بھی اچھی تربیت کی اور اولاد میں بھی احمدیت کے بارہ میں اخلاص کا رنگ نمایاں ہے۔ مطالعہ کا خوب شوق تھا۔

(8) مکرم صوبے خان صاحب: آپ گجر برادری سے تعلق رکھتے تھے۔ کاروبار پیشہ تھا۔

باقی صفحہ 4 پر

مکرمہ خورشید بی بی صاحبہ

میری والدہ مکرمہ سرداراں بی بی صاحبہ

میری والدہ کا نام مکرمہ سرداراں بی بی صاحبہ تھا۔آپ پیرو شاہ، ضلع گورداسپور، ہندوستان میں میاں اللہ بخش صاحب کے ہاں پیدا ہوئیں۔قادیان سے یہ گاؤں چار پانچ کلومیٹر جانب مشرق واقع ہے۔والدہ کی ذات وینس تھی۔آپ کی والدہ کا نام اللہ رکھی صاحبہ تھا۔خدا تعالیٰ نے میاں اللہ بخش صاحب اور مکرمہ اللہ رکھی صاحبہ کو چار بیٹیوں اور ایک بیٹے (مکرمہ طالعہ بی بی، مکرمہ سرداراں بی بی، مکرمہ مبارکہ بی بی، مکرمہ حاکم بی بی اور مکرم سردار محمد وینس) سے نوازا تھا۔خاکسارہ کی والدہ محترمہ بچپن میں تعلیمی ذرائع میسر نہ آنے کے سبب دنیاوی تعلیم نہ حاصل کرسکی تھیں۔

والدہ محترمہ کی عمر تقریباً سترہ اٹھارہ سال کی ہوگی جب آپ کی شادی خاکسار کے والد محترم مکرم اللہ دتہ بھٹی صاحب ساکن سٹھیالی ضلع گورداسپور سے ہوئی۔آپ کے بطن سے آٹھ بچے پیدا ہوئے۔پہلے دو بچے صغر سنی میں ہی فوت ہوگئے۔جس موقع پر والدہ محترمہ نے کمال صبر کا نمونہ پیش کیا۔دونوں بچوں کی وفات کے بعد خاکسارہ کی پیدائش ہوئی۔

والدہ محترمہ نہایت دیندار تقویٰ شعار تھیں۔ آپ کا تعلق بھی دینی گھرانے سے تھا۔چنانچہ آپ کے والد صاحب کے نام کے ساتھ بھی میاں لگا کرتا تھا جو کہ اس زمانہ میں دینی علوم پر عبور پر دلالت کرتا تھا۔یتیموں کا بے حد خیال رکھا کرتی تھیں۔اس کا اندازہ اس امر سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ خاکسار کے والد صاحب کے ایک بھائی مکرم اللہ داد صاحب تھے جن کے دو بچے تھے۔تقسیم ہندوستان سے قبل خاکسار کے چچا مکرم اللہ داد صاحب اور ان کی اہلیہ دونوں کی یکے بعد دیگرے وفات ہوگئی۔جبکہ بچوں کی عمر ابھی صرف دو سال اور سات سال تھی۔والدہ محترمہ نے کمال محبت اور شفقت کے ساتھ ہر دو بچوں کو اپنے سایہ عاطفت میں لے لیا۔پہلے چھ بچے تھے اب آٹھ ہوگئے۔اس کے بعد خاکسار کے والد صاحب مکرم اللہ دتہ صاحب کی بھی وفات ہوگئی۔اور تمام گھریلو ذمہ داریاں آپ پر آگئیں۔آپ نے نہایت ہی صبر کے ساتھ ان سب کو پالا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود کے دور میں پہلے والد صاحب اور پھر والدہ صاحبہ نے بیعت کی۔حضرت خلیفۃ المسیح الثانی سٹھیالی میں تعلیم وتربیت کی غرض سے متعدد مربیان سلسلہ بھجواتے رہتے تھے۔ جن کے سبب آپ کو بھی قرآن کریم سیکھنے کا شوق پیدا ہوا۔اس سے قبل ذرائع میسر نہ آنے کے سبب آپ قرآن کریم پڑھنا نہ سیکھ سکی تھیں۔لہٰذا اس دور میں آپ نے خصوصی اہتمام کر کے قرآن کریم پڑھنا سیکھا۔

تقسیم ہندوستان کے بعد آپ اپنے چھ بچوں کو اور چچا مرحوم کے دونوں بچوں کو بھی لے کر پاکستان آگئیں۔ جہاں سٹھیالی کلاں چک نمبر 25 ضلع شیخوپورہ کے قریب کچھ عرصہ کیلئے آپ نے قیام کیا۔تین چار سال بعد بھوڑو چک 18 سے دو میل کے فاصلے پر ایک بے آب وگیاہ مقام پر مستقل سکونت اختیار کی۔اپنا گھر بار چھوڑ کر اور اپنے بچوں کے علاوہ دو اور یتیموں کو پالنا کوئی آسان کام نہ تھا۔لیکن پھر بھی آپ نے نہایت توکل کا مظاہرہ کرتے ہوئے کبھی حرف شکایت زبان پر نہ لائیں۔یہاں آپ اپنی اولاد کی تعلیم وتربیت کی فکر میں لگ گئیں۔اگرچہ آپ خود تو تعلیم حاصل نہ کرسکی تھیں لیکن اپنی اولاد کو اس نعمت سے محروم رکھنا نہ چاہتی تھیں۔چنانچہ یہ آپ ہی کی خصوصی توجہ کا نتیجہ تھا کہ ہم سب نے وہاں قرآن کریم پڑھنا سیکھا اور پھر دو بھائی ایم اے پاس کر گئے۔

نمازوں اور تلاوت قرآن کریم کی طرف آپ خصوصیت کے ساتھ توجہ دیا کرتی تھیں اور کبھی کوئی نماز نہ چھوڑی تھی۔اسی طرح اپنی اولاد کو بھی نمازوں کا خاص پابند رکھتیں۔بے آب وگیاہ جگہ پر مکان بسانے کے بعد آپ نے اپنے بچوں کے ساتھ مل کر ایک چھوٹی سی بیت بنائی۔جس میں پانچ وقت نداء ہوا کرتی تھی اور ہم تین بہن بھائی اپنا زمیندارانہ کام چھوڑ کر نماز کے وقت بیت آتے اور تمام نمازیں باجماعت ادا کرتے۔اسی طرح دیگر اچھی عادات کو بھی آپ نے ہم بہن بھائیوں کے اخلاق کا حصہ بنایا۔ایک موقع پر میرے چھوٹے بھائی مجھ کو ٹرین پر واپس گھر لارہے تھے کہ جس کوچ میں ہم سوار تھے اس میں صرف عورتیں بیٹھی تھیں۔بھائی نے سارا سفر بغیر آنکھ اٹھائے گزارا۔حتیٰ کہ ایک مرتبہ ایک خاتون بھی بولی کہ کتنا پیارا لڑکا ہے۔لیکن اللہ نے اس کو آنکھیں نہیں دیں۔یہ سُن کر میرے بھائی نے اپنا منہ اوپر اٹھایا تو وہ خاتون شرمندہ ہوکر بولی مجھے غلطی لگی اللہ تعالیٰ نے تو اس کو صحت مند آنکھیں دی ہوئی ہیں۔حیا کی وجہ سے اُس نے نظر نیچے رکھی ہوئی تھی۔یہ لڑکا آجکل امیر ضلع شیخوپورہ ہے۔

خلافت اور نظام جماعت کے ساتھ آپ نے ہم سب بہن بھائیوں کو بہت پیوست کیا ہوا تھا۔اسی تربیت کی بدولت اور آپ کی دعاؤں کے طفیل ہمارے ایک بھائی مکرم عبدالحمید بھٹی صاحب کو شیخوپورہ جماعت کی امارت کی خدمات بجالانے کا ایک لمبا عرصہ سے موقع مل رہا ہے۔اسی طرح دوسرے بھائی مکرم عبدالمجید صاحب کو سانگلہ ہل میں ایک لمبا عرصہ صدارت کی خدمات سرانجام دینے کی توفیق ملی۔اسی طرح خاکسار کو 7 سال صدر لجنہ اور برابر 30 سے 35 سال سیکرٹری تحریک جدید مجلس کجر ضلع شیخوپورہ میں خدمات کا موقع ملا۔اسی دینی محبت کا نتیجہ تھا کہ خاکسار کو محض خدا تعالیٰ کے فضل سے ایک گھرانے کو احمدیت کی آغوش میں لانے کی سعادت نصیب ہوئی۔یہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اور ان کی دعاؤں کی بدولت ان کی نسل میں سے ان کے دو پوتے مکرم طاہر منیر بھٹی صاحب اور مکرم محمد افضل بھٹی صاحب افریقہ میں مربی سلسلہ کی خدمات بجا لارہے ہیں۔اسی طرح ایک نواسے مکرم مبشر احمد ورک صاحب مربی ضلع ہیں۔

آپ کی عمر پچاس سال کی تھی جب آپ اس دارفانی سے رحلت فرما گئیں۔معزز قارئین کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے کہ خدا تعالیٰ آپ کو جنت میں بلند ترین مقامات سے نوازتا چلا جائے اور آپ کی دعائیں ہمارے حصہ میں پوری ہوتی چلی جائیں۔آمین

مکرم طاہر احمد بھٹی صاحب

مکرم مشتاق احمد یوسفی صاحب کا حاصل مطالعہ

جس طرح روشنی کا تصور اندھیرے، صبح کا شام اور خوشی کا غم کے ساتھ لازم وملزوم ہے۔بالکل اسی طرح حقیقی مزاح کے سوتے بھی کسی نہ کسی گہری سنجیدگی ہی سے پھوٹتے ہیں۔انور مسعود صاحب نے تو اپنی مزاحیہ شاعری کے حوالے سے یہ بات کہی تھی کہ ''مکئی جب تپتی ہوئی ریت کی کڑاہی میں جلنے لگتی ہے تو اس کے دانے کھلنے شروع ہو جاتے ہیں''۔انہوں نے پنجابی میں یہ فقرہ یوں کہا تھا کہ ''جدوں سڑن لگدی اے تے کھڑن لگ پیندی اے''۔مگر مزاحیہ نثر کے بارے میں یہی گمان ہونے کے باوجود تصدیق خود محترم مشتاق احمد یوسفی صاحب نے دسمبر 2010ء کی ایک طویل شام اپنے گھر پر فرمائی۔لمبی اور تہہ در تہہ گفتگو چوہدری محمد علی مضطر صاحب کے اچھوتے اشعار سے شروع ہوئی اور خود چوہدری محمد علی صاحب ہی کی طرح گہری ہوتی چلی گئی۔ میں نے عرض کیا کہ میں تو آج آپ کی طرف ''چراغ تلے'' اور ''خاکم بدہن'' میں مذکور کچھ المناک لمحوں کو دوبارہ محسوس کرنے (Re-Live) کے لئے آیا ہوں۔فرمانے لگے کہ ہاں۔مزاح اگر محض مزاح ہی ہے تو پھر کیا ہے۔پھر ڈاکٹر پرویز پروازی صاحب کی تازہ تصانیف ''پس نوشت'' اور ''پس پس نوشت'' کا ذکر شروع کیا اور کہا کہ پروازی صاحب تک ہماری یہ بات تو پہنچا دیجئے گا کہ صاحب۔ واہ۔آپ نے اتنی دور بیٹھ کر۔بے وسائل حالت میں اردو میں لکھی گئی سوانح عمریوں پہ اتنی محنت اور مشقت سے لکھ ڈالا ہے کہ ہم یہاں جہاں اردو کی کئی لائبریریاں ہیں اور وسائل ہیں۔شاید اتنا کام نہ کر پاتے۔آپ نے اردو کی بہت اہم خدمت کی ہے۔علاوہ ازیں محبت بھری دعائے سلامتی بھی دی۔

اس کے بعد کہنے لگے کہ ایک دعا ہے جو کئی سال پہلے کہیں لکھی تھی۔کتابیں تو لوگ پڑھتے ہیں مگر اس کا اکثر لوگوں کو علم نہیں۔لائیے آپ کو وہ دعا ہم آپ کے اہل خانہ کے لئے لکھے دیتے ہیں۔ بصد شوق ان کو اپنی چھوٹی سی ڈائری پیش کی تو انہوں نے لکھا۔

''یا اللہ، زوال نعمت سے پہلے، تیری نعمت کا احساس وادراک، اس کی قدر، اس کا صحیح استعمال، تیرا شکر اور تحدیث نعمت کی توفیق عطا ہو۔ 06-12-2010 مشتاق احمد یوسفی۔

ربوہ کا ذکر آیا تو کہنے لگے۔جی! ایک زمانے میں ہمیں بھی آپ کے شہر کی زیارت کا موقع ملا تھا مگر یہ جب کی بات ہے جب حضرت مرزا طاہر احمد صاحب ربوہ ہی میں تشریف رکھتے تھے۔ میں سوچنے لگا کہ ایسی تعظیم اور رکھ رکھاؤ سے تذکرہ کرنے کے لئے مشتاق احمد یوسفی یا فیض احمد فیض جیسے قد وقامت کی ضرورت ہوتی ہے اور اس پائے کے لوگ ایک وقت میں بہت سے نہیں ہوا کرتے!!

اٹھتے ہوئے میں نے عرض کیا کہ یوسفی صاحب آپ کی اس ملاقات پر مشتمل ایک مضمون اگر ہم واپس جا کر اپنے نوجوانوں کے رسالے خالد میں لکھ دیں تو آپ کو کوئی اعتراض تو نہیں؟ اس مخصوص تفہیمی مسکراہٹ کے ساتھ جو مشتاق یوسفی صاحب کے ساتھ مخصوص ہے فرمانے لگے۔آپ بھلے الفضل میں چھپوا دیں۔اعتراض کیوں ہونے لگا۔تو آج خاکسار نے یہ سوچ کر کہ ان کی مذکورہ بالا دعا۔دعاؤں کے شہر کے مکینوں تک پہنچ جائے۔ یہ مضمون الفضل کے لئے لکھ دیا ہے اور دوسرے اس خیال سے کہ چونکہ الفضل کی صد سالہ تقریبات کا سال ہے تو اس میں الفضل سے غائبانہ محبت رکھنے والوں کا ذکر خیر بھی ریکارڈ ہو جائے گا۔ تیسری وجہ یہ دل خوش کن تاثر تھا کہ اہل علم کو میں نے ہمیشہ اور ہر جگہ ربوہ کی علمی اور فلاحی حیثیت کا معترف ہی پایا ہے تو اہل ربوہ کے لئے بھی یہ بات سامنے رہے کہ ہمیں اپنے اس مقام کی گواہی باعلم اور درد دل رکھنے والی نسلیں پروان چڑھا کر دیتے چلے جانا ہے۔وما توفیقی الا باللہ۔

اطلاعات واعلانات

نوٹ: اعلانات صدر/امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

کامیابی

۞ مکرمہ رضوانہ قیوم صاحبہ زوجہ مکرم ملک عبدالقیوم صاحب دارالرحمت شرقی بشیر ربوہ تحریر کرتی ہیں۔

میری بیٹی مکرمہ صبارخ خان صاحبہ نے Bachelors of Architecture کی ڈگری یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی لاہور سے خدا کے فضل سے CGPA3-326/4 حاصل کر کے مکمل کی۔ موصوفہ محترم مولوی عبدالکریم صاحب آف کنری سندھ کی پوتی اور مکرم شیخ عبدالمنان صاحب مرحوم ٹھیکیدار جھنگ کی نواسی ہے۔ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ اس کامیابی کو مزید کامیابیوں کا پیش خیمہ بنائے۔ آمین

درخواست دعا

۞ مکرم مبارک احمد معین صاحب مربی سلسلہ فاروق آباد ضلع شیخوپورہ تحریر کرتے ہیں۔

محترمہ سلیم اختر صاحبہ زوجہ مکرم ممتاز احمد اعوان صاحب گلے میں ٹیومر کی وجہ سے کافی علیل ہیں احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ صحت کاملہ وعاجلہ عطا فرمائے۔ آمین

نیز عزیزہ شیماب ریاض بنت مکرم ریاض احمد صاحب اعوان برین ٹیومر کی وجہ سے بیمار ہیں۔ صحت کاملہ وعاجلہ کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

سانحہ ارتحال

۞ مکرم لئیق احمد طاہر صاحب صدر جماعت احمدیہ راجن پور شہر تحریر کرتے ہیں۔

مکرمہ فرخ نعیم صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ ضلع راجن پور اہلیہ مکرم نعیم اختر صاحب نائب امیر ضلع راجن پور مورخہ 7 مارچ 2013ء کو زچگی کے آپریشن کے دوران انتقال کر گئیں۔ راجن پور میں مکرم مبشر احمد شاد صاحب مربی ضلع راجن پور نے نماز جنازہ پڑھائی۔ آپ موصیہ تھیں آپ کی میت ربوہ لے جائی گئی۔ 8 مارچ کو بعد نماز جمعہ بیت المبارک ربوہ میں مکرم سید محمود احمد شاہ صاحب ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور بہشتی مقبرہ میں تدفین کے بعد مکرم ضمیر احمد ندیم صاحب مربی سلسلہ نے دعا کروائی۔ مرحومہ نہایت ملنسار، اور جماعت کی فدائی تھیں، ضلعی ومرکزی مہمانان وواقفین کی مہمان نوازی کا بہت خیال رکھتی تھیں۔ پسماندگان میں خاوند، تین بیٹیاں اور ایک بیٹا عزیزم رقیم احمد عمر ساڑھے تین سال چھوڑے ہیں۔ سب بچے وقف نو کی بابرکت تحریک میں شامل ہیں۔ مرحومہ مکرم چوہدری عبدالغفار صاحب ساکن گوکھووال ضلع فیصل آباد کی صاحبزادی تھیں۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ پسماندگان کا ہر آن حامی وناصر ہو، صبر جمیل سے نوازے اور ہمیشہ اپنی رحمت کی چادر تلے رکھے اور مرحومہ کے درجات بلند کرتا چلا جائے۔ آمین

سانحہ ارتحال

۞ مکرم شمس الدین التمش صاحب دارالعلوم وسطی ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کی بھابی محترمہ فریدہ فرحت رحمانی صاحبہ زوجہ مکرم عبدالباری قیوم شاہد صاحب مورخہ 11 مارچ 2013ء کو طویل علالت کے بعد بعمر 62 سال کراچی میں انتقال کر گئیں۔

12 مارچ 2013ء کو بیت الہادی گلستان جوہر کراچی میں مکرم قریشی محمود احمد صاحب سابق ناظم انصار اللہ ضلع وعلاقہ کراچی نے نماز جنازہ پڑھائی اور مقامی قبرستان میں تدفین کے بعد مکرم عبدالباری قیوم شاہد صاحب نے دعا کروائی۔ مرحومہ محکمہ تعلیم سندھ سے بطور سینئر ٹیچر (گریڈ 18) ریٹائر ہوئی تھیں۔ مرحومہ مکرم عبدالرحیم صاحب مدہوش رحمانی مرحوم آف کراچی کی بیٹی اور مکرم کیپٹن شیخ نواب دین صاحب مرحوم کی بہو تھیں۔ مرحومہ نے اپنے خاوند کے علاوہ ایک بیٹا عبدالوالی قیوم اور دو بیٹیاں مکرمہ آسمہ طاہر صاحبہ اور سائرہ نزہت طہٰ یادگار چھوڑی ہیں۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ جگہ عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے۔ آمین

اعلان دارالقضاء

(مکرمہ ارشاد بیگم صاحبہ ترکہ مکرم حکیم محمد شریف درانی صاحب)

۞ مکرمہ ارشاد بیگم صاحبہ نے درخواست دی ہے کہ میرے والد محترم حکیم محمد شریف درانی صاحب وفات پا چکے ہیں ان کے نام قطعہ نمبر 4 بلاک نمبر 59 محلہ دارالعلوم شرقی برقبہ 7 مرلہ 194 مربع فٹ بطور مقاطعہ غیر منتقل کردہ ہے۔ لہٰذا یہ قطعہ درج ذیل ورثاء میں بحصص شرعی منتقل کر دیا جائے۔

تفصیل ورثاء

1۔ مکرمہ ارشاد بیگم صاحبہ (بیٹی)
2۔ مکرمہ ممتاز بیگم صاحبہ (بیٹی)
3۔ مکرمہ کوثر بیگم صاحبہ (بیٹی)
4۔ مکرمہ زاہدہ بیگم صاحبہ (بیٹی)
5۔ مکرمہ نصرت بیگم صاحبہ (بیٹی)
6۔ مکرم مبشر احمد درانی صاحب (بیٹا)
7۔ مکرم مظفر احمد درانی صاحب (بیٹا)
8۔ مکرم مدثر احمد درانی صاحب (بیٹا)

بذریعہ اخبار اعلان کیا جاتا ہے کہ کسی وارث یا غیر وارث کو اس منتقلی پر اگر کوئی اعتراض ہو تو وہ تیس یوم کے اندر اندر دفتر ہذا کو تحریراً مطلع فرمائیں۔ (ناظم دارالقضاء ربوہ)

سانحہ ارتحال

۞ مکرم حافظ ملک منور احمد احسان صاحب استاد مدرسۃ الحفظ ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

مکرم حاجی شریف اللہ شیخ صاحب ولد مکرم عبداللہ شیخ صاحب مرحوم سفینہ ٹیکسٹائل فیصل آباد کچھ عرصہ علیل رہنے کے بعد مورخہ یکم مارچ 2013ء کو بعد نماز فجر بعمر 78 سال بقضائے الٰہی وفات پا کر اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ آپ کی نماز جنازہ 3 مارچ کو صبح 10 بجے آپ کی کوٹھی پر محترم شیخ مظفر احمد ظفر صاحب امیر ضلع فیصل آباد نے پڑھائی۔ قبرستان گوکھووال میں تدفین کے بعد محترم امیر صاحب ضلع نے ہی دعا کروائی۔ مکرم شریف اللہ شیخ صاحب مرحوم بہت سی خوبیوں کے مالک تھے۔ مرحوم ملنسار، مہمان نواز، جماعتی عہدیداران کی عزت اور ان سے تعاون کرنے والے، خلافت سے تعلق رکھنے والے، غرباء کا خیال رکھنے والے اور جماعتی تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے تھے۔ یکم مارچ کو محترم شیخ مظفر احمد ظفر صاحب امیر ضلع فیصل آباد نے خطبہ جمعہ میں حاجی شریف اللہ صاحب کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ایک دفعہ جماعتی عمارت کی توسیع کے لئے خطبہ میں عطیات کے لئے تحریک کی گئی۔ تحریک کے بعد مکرم شریف اللہ صاحب میرے پاس آئے اور کہا کہ یہ غالباً پانچ لاکھ روپے میری طرف سے لے لیں۔ تو میں نے انہیں کہا کہ شیخ صاحب آپ سے میں نے پانچ لاکھ نہیں لینے۔ اس پر شیخ صاحب کہنے لگے کہ میری بات تو سن لیں۔ مگر میں نے کہا کہ میں نے شیخ صاحب آپ سے پانچ لاکھ لینے ہی نہیں۔ اس پر دوبارہ انہوں نے کہا کہ میری بات تو سن لیں۔ تب میں نے کہا کہ بتائیں تو کہنے لگے کہ یہ پانچ لاکھ روپے رکھ لیں۔ دوسرے جب تک توسیع کا کام ہوتا رہے ہر ماہ مجھ سے پانچ لاکھ لیتے رہیں۔ اسی طرح مجھے حافظ منور احمد کو بھی یاد ہے کہ ایک دفعہ میں مکرم حاجی شریف اللہ صاحب سے ملا تو مجھے ایک مرکزی عمارت کی تعمیر میں اپنے چار لاکھ وعدہ کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ فلاں عہدیدار کو پیغام دے دینا کہ وہ وعدہ کی رقم مجھ سے وصول کر لیں۔ شیخ صاحب مرحوم کے پسماندگان میں مکرمہ صادقہ بیگم صاحبہ بیوہ اور دو بیٹے مکرم شیخ نوراللہ صاحب فیصل آباد، مکرم شیخ ظفر اللہ صاحب حال کینیڈا اور دو بیٹیاں مکرمہ فوزیہ محمود صاحبہ اہلیہ مکرم شیخ محمود احمد صاحب مراد کلاتھ ہاؤس فیصل آباد اور مکرمہ صوفیہ راشد صاحبہ اہلیہ مکرم راشد اظہر صاحب حال مقیم لندن چھوڑی ہیں۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے آپ کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے، آپ کی اولاد کو آپ کی خوبیوں کا وارث بنائے خدام دین بنائے اور خلافت سے ہمیشہ وابستہ رکھے۔ آمین

ہم سے رابطہ فرمائیں

۞ اگر آپ نے کبھی کوئی کتاب یا مقالہ لکھا ہے یا آپ کی کوئی تصنیف شائع ہوئی ہے تو درخواست ہے کہ اولین فرصت میں ہم سے رابطہ فرمائیں۔ ''ریسرچ سیل'' ایسی تمام کتب/ اخبارات و رسائل اور مقالہ جات کا ڈیٹا Data اکٹھا کر رہا ہے جو 1889ء سے لے کر اب تک کسی بھی احمدی کی طرف سے شائع شدہ ہوں۔

درج ذیل کوائف کے مطابق ہمیں فیکس یا ای میل کریں۔ اگر آپ کے پاس سلسلہ کی پرانی کتب موجود ہیں تو بھی درخواست ہے کہ ہمیں مطلع فرمائیں۔ آپ کے تعاون کا شدت سے انتظار رہے گا۔

ضروری کوائف:

کتاب کا نام: مصنف/مرتب/مترجم کا نام:
ایڈیشن: مقام اشاعت: تاریخ اشاعت:
ناشر/طابع: تعداد صفحات: زبان: موضوع:

برائے رابطہ نمبرز:
انچارج ریسرچ سیل پی او باکس 14 ربوہ پاکستان
فون نمبرز آفس: 0092476214953
رہائش 0476214313
فیکس نمبر: 0092476211943
ای میل research.cell@saapk.org
(انچارج ریسرچ سیل ربوہ)

(بقیہ از صفحہ 1 مبارک مصلح الدین)

میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے قادیان بھجوادیا اور اس طرح ان کو حضرت مسیح موعود کی صحبت میں رہنے کی سعادت ملی اور رفقاء میں شامل ہوئے۔

محترم چوہدری صاحب مرحوم اپنے والد کی اکلوتی نرینہ اولاد تھے، آپ کی 8 بہنیں ہیں۔آپ 21 جون 1934ء کو قادیان میں پیدا ہوئے۔ آپ پیدائشی طور پر وقف تھے۔حضرت مصلح موعود نے 1944ء میں جب وقف زندگی کی تحریک فرمائی تو اس وقت آپ چھٹی کلاس میں تھے اور اس تحریک میں شامل ہونے کا عزم کیا۔1949ء میں باقاعدہ وقف زندگی کا فارم پر کیا اور 1953ء سے خدمات سلسلہ کا آغاز کیا اور تاحیات اسی عزم پر قائم رہے اور وقف زندگی کے تقاضوں کو بہت احسن رنگ میں نبھایا۔

آپ کی تمام زندگی خدمات سلسلہ کرتے گزری۔ آپ مجلس تحریک جدید کے ممبر تھے۔ آپ کو سول ڈیفنس کی تربیت دلوائی گئی ، فرقان فورس میں شامل رہے، آپ انچارج ریفریشر کورس شاہدین جامعہ ہائے احمدیہ بیرون، چیئرمین او۔آر۔پی۔کو، ڈائریکٹر الشرکۃ الاسلامیہ لمیٹڈ، صدر انٹرویو بورڈ جامعہ احمدیہ، صدر مشترکہ بجٹ کمیٹی تعلیم، صدر تعمیر کمیٹی توسیع منصوبہ جامعہ احمدیہ، ممبر مجلس کارپرداز، ممبر مجلس افتاء، ممبر سیدنا بلال کمیٹی، ممبر انتظامیہ کمیٹی تحریک جدید کے طور پر بھی خدمت کرتے رہے۔ایک لمبا عرصہ قضاء بورڈ کے ممبر رہے، 1989ء میں صد سالہ جوبلی کے موقع پر شعبہ شماریات کے انچارج بھی مقرر ہوئے۔اس کے علاوہ بھی متعدد کمیٹیوں کے ممبر اور بہت سے دفاتر کے قائمقام افسر بھی مقرر ہوتے رہے۔

محترم چوہدری مبارک مصلح الدین احمد صاحب انتھک محنتی، فرض شناس اور سلسلہ کے مفید وجود تھے۔ جماعتی مفوضہ امور کو نہایت دیانتداری اور پوری ذمہ داری سے ادا کرتے۔ آپ کے ماتحت کام کرنے والے آپ کی خوبیوں کے معترف تھے' دفتر میں اپنے کارکنوں کی تعلیمی و تربیتی کلاس لیا کرتے تھے۔ جس میں ہمیشہ قرآن و حدیث اور مطالعہ کتب حضرت مسیح موعود پر زور دیتے آپ ایک علم دوست انسان تھے، علمی ذوق کی وجہ سے آپ نے اپنی رہائش گاہ پر ذاتی لائبریری بنا رکھی تھی جس میں 2 ہزار سے زائد مذہبی اور دیگر شعبہ جات کی کتب موجود ہیں۔

آپ کو قرآن کریم کے ساتھ عشق کی حد تک تعلق تھا، قرآن کریم کا اکثر حصہ زبانی یاد تھا، قرآن کریم کی تلاوت بہت سنوار کر خوش الحانی سے کرتے تھے۔1986ء تا 2004ء بیت مبارک ربوہ میں امام الصلوٰۃ کے پینل میں رہے۔آپ کا حافظہ بہت اچھا تھا، آپ کا خلافت سلسلہ کے ساتھ والہانہ محبت اور عقیدت کا تعلق تھا ، خلافت احمدیہ کے ہر حکم پر پوری طرح عمل کرنے والے تھے۔تہجد گزار، اور دعا گو بزرگ تھے۔ مالی و دیگر معاملات میں احسن رنگ میں تصفیہ کروا دیتے تھے۔آپ ایک شفیق باپ تھے۔ بیوی بچوں کے ساتھ بہت پیار، محبت ، شفقت اور حسن سلوک کا تعلق تھا۔ہنس مکھ، ملنسار، خوش مزاج اور خوش لباس شخصیت کے مالک تھے۔غریبوں، ناداروں اور ضرورت مندوں کی امداد کیا کرتے اور مالی معاونت بھی کرتے رہتے تھے۔عیدین کے مواقع پر مستحق افراد میں راشن کے پیکٹ تقسیم کرتے ، مالی قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ، جماعتی چندوں کی ادائیگی کے پابند اور خلیفہ وقت کی طرف سے ہونے والی مالی تحریکات میں پیش پیش رہے۔

آپ کی شادی 20 ستمبر 1964ء کو محترمہ عائشہ امینہ صاحبہ نائب صدر لجنہ اماء اللہ پاکستان بنت محترم صوبیدار غلام رسول صاحب ربوہ سے ہوئی۔ اپنی بیوی سے ہمیشہ حسن سلوک سے پیش آتے۔اپنی اولاد کی عمدہ رنگ میں تربیت کی ، ہمیشہ اپنی اولاد کو نظام جماعت اور نظام خلافت کی اطاعت اور ان کے ساتھ مضبوط تعلق قائم کرنے کی تلقین کی اور اس پر قائم رکھا۔آپ اپنے پوتے پوتیوں اور نواسے نواسیوں کے ساتھ بہت پیار اور شفقت سے پیش آتے تھے۔ اللہ تعالیٰ اس مفید خادم سلسلہ کو مغفرت کی چادر میں لپیٹے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے، ان جیسے ہزاروں خدام جماعت احمدیہ کو عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل سے نوازے۔آمین

گمشدہ پرس

مکرم عطاء الودود حامد صاحب کارکن نظارت علیاء صدر انجمن احمدیہ مکان نمبر 34/7 محلّہ دارالیمن وسطی سلام ربوہ تحریر کرتے ہیں کہ خاکسار کی بھانجی کا پرس پھاٹک سے بیت اقصیٰ کی طرف جاتے ہوئے کہیں گر گیا ہے۔ پرس میں میڈیکل رپورٹس ، شناختی کارڈ تھا۔جن صاحب کو ملے وہ مجھے پہنچادیں یا اطلاع کردیں۔

موبائل: 0333-6713689

مکان برائے فروخت

مکان نمبر 14/2 دارالبرکات ربوہ کا عقبی حصہ برقبہ دس مرلے برائے فروخت ہے۔

رابطہ: 047-6211968,0321-4744729

ماہر امراض جلد کی آمد

مکرم ڈاکٹر عبدالرفیق سمیع صاحب ماہر امراض جلد مورخہ 24 مارچ 2013ء کو فضل عمر ہسپتال ربوہ میں مریضوں کا معائنہ کریں گے۔ ضرورت مند احباب و خواتین موصوف ڈاکٹر صاحب کی خدمات سے استفادہ کے لئے ہسپتال تشریف لائیں اور پرچی روم سے اپنی رجسٹریشن کروالیں ۔ مزید معلومات کیلئے استقبالیہ سے رجوع فرمائیں۔

(ایڈمنسٹریٹر فضل عمر ہسپتال ربوہ)

خریداران الفضل وی پی وصول فرمائیں

دفتر روزنامہ الفضل کی طرف سے خریداری الفضل کا چندہ ختم ہونے پر بیرون ربوہ احباب کو وی پی پیکٹ بھجوایا جاتا ہے۔اب جن خریداران الفضل کا چندہ ختم ہو چکا ہے ان کی خدمت میں بوجوہ خاکسار طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ دارالنصر غربی ربوہ کی طرف سے وی پی بھجوایا جارہا ہے۔مہربانی کر کے ادارہ کی طرف سے ارسال کردہ یہ پیکٹ وصول فرمائیں تاکہ رقم آپ کے کھاتہ میں درج کر کے اخبار الفضل جاری رکھا جاسکے۔ادارہ کو منی آرڈر ارسال کرتے وقت بھی خیال رہے کہ منی آرڈر خاکسار کے نام ہو۔

(مینیجر روزنامہ الفضل)

دورہ نمائندہ مینیجر روزنامہ الفضل

مکرم منور احمد ججہ صاحب نمائندہ مینیجر روزنامہ الفضل آجکل توسیع اشاعت ، وصولی واجبات اور اشتہارات کے حصول کیلئے اسلام آباد اور راولپنڈی کے دورہ پر ہیں۔ احباب جماعت و اراکین عاملہ، مربیان کرام اور صدران جماعت سے خصوصی تعاون کی درخواست ہے۔

(مینیجر روزنامہ الفضل)

مکان برائے فروخت

ربوہ کے بالکل وسط میں دارالصدر جنوبی ربوہ بالمقابل ایوان محمود مکان 3/13 برائے فروخت ہے

رابطہ : انس احمد ابڑو حال لندن

فون: 0044-7917275766

(ڈیلر حضرات سے معذرت)

Tayyab Ahmad
Express Center Incharge
0321-4738874
First Flight (Regd.) Express
INTERNATIONAL COURIERS & CARGO SERVICES
DHL VIA DUBAI
Lahore:
Al-Riaz Nursery D-Block Faisal Town
Main Peco Road Lahore.Pakistan
PH:0092 42 35167717, 37038097
Fax:0092 42 35167717
35175887

ربوہ میں طلوع وغروب 20۔مارچ

طلوع فجر	4:46
طلوع آفتاب	6:11
زوال آفتاب	12:20
غروب آفتاب	6:21

ہاضمے کا لذیذ چورن
تریاق معدہ
کھانا ہضم کرتا ہے
NASIR ناصر
ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گولبازار ربوہ
Ph:047-6212434

شادی بیاہ و دیگر تقریبات پر کھانے پکوانے کا بہترین مرکز
مجید پکوان سنٹر
4/3 یادگار روڈ ربوہ
پروپرائیٹر: فرید احمد: 0302-7682815

KOHISTAN STEEL
DEALERS OF PAKISTAN STEEL MILLS CORPORATION LTD AND IMPORTERS
Talib-e-Dua:Mian Mubarik Ali

قائم شدہ 1950ء
سیل ۔ سیل ۔ سیل
سیل پرائس -/Rs,200 سے -/RS,400 تک
مردانہ ۔سلیپر۔سینڈل -/Rs,400
نیز بچگانہ سکول شوز -/Rs,350
نیو رشید بوٹ ہاؤس گولبازار ربوہ
0345-8664479
پروپرائیٹر مبشر احمد ابن رشید احمد

خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ
αδσ
النور ڈیپارٹمنٹل سٹور
مہران مارکیٹ اقصیٰ روڈ ربوہ
FREE HOME DELIVERY
پروپرائٹر: رانا احسان اللہ خاں
047-6215227, 0332-7057097

FR-10